سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳؎)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

ایڈیٹر: پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے وارث روڈ۔ لاہور

اسسٹنٹ ایڈیٹر: پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور

مینیجر: پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء | نمبر ۱۸

حقیقت بائبل پر پادری گارڈن صاحب کا وعظ

ہمارے نئے دوست مسٹر کرم الٰہی صاحب کا یہ پہلا مضمون جو ہماری استدعا پر نور افشاں کے لئے لکھا گیا ہے۔ تحریر سے ظاہر ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ہیں۔

(ایڈیٹر)

پادری ڈی۔ آر۔ گارڈن صاحب ڈی۔ ڈی نے گوجرانوالہ میں ۲۸ مارچ ۱۹۲۶ء بروز اتوار گوجرانوالہ کے گرجا گھر میں ایک پُرتاثیر اور دلچسپ وعظ پنجابی زبان میں سُنایا ذیل میں اُس وعظ کا ملخص ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

خدا کا کلام زندہ اور مؤثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور روح اور بند بند اور گودے گودے کو جدا کرکے گذر جاتا ہے اور دل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتا ہے۔ (عبرانیوں ۴: ۱۲)

خدا کے کلام میں کلام کو بیج کہا گیا اور بیج سے بہت پیداوار ہوتی ہے۔ ایک بیج سے ہر سال میں چالیس بیج پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح کلام اللہ کا حال ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ اس کلام کے راست اور الٰہی ہونے کے کیا ثبوت یا دلائل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً

آئندہ کی اخبار۔۔۔۔ یہ کلام آئندہ کی باتیں بتاتا ہے جو اور کوئی شخص نہیں بتا سکتا۔ مثلاً حضرت آدم کے وقت میں ایک پیش خبری ہوتی ہے کہ میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اس کی ایڑی کو کاٹیگا۔" جو مسیح کے حق میں پوری ہوتی ہے۔ یعنے اُسی نے شیطان کے سر کو کچلا ہے اور مسیح سے تقریباً اُنیس سو پچیس سال بعد۔

ایک آدمی عبدالحق خدا کے کلام کو یوں بتاتا ہے کہ اس کا علم لامحدود ہے۔ خدا سب کچھ جانتا ہے۔ انسان کے اور ایک کیڑے کے علم کا مقابلہ کرنا چاہیے مثلاً اگر میں ایک اونچی جگہ چڑھ کر ریلوے سٹیشن کو دیکھ سکتا ہوں تو کیڑا شاید سال بھر میں وہاں پہنچیگا اور اُسکو اس کا علم سال بھر میں ہوگا۔ لیکن خدا ماضی۔ حال اور استقبال سب کی باتیں جانتا ہے

بائبل کی معجزانہ تالیف۔۔۔۔۔۔ قرآن کی معجزانہ طور سے بناوٹ کی وجہ سے اس کو خدا کی طرف سے مانا جاسکتا ہے۔ قرآن کی بابت بھی یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی مانند کوئی کچھ نہیں بنا سکتا۔ بائبل کی ساخت کے متعلق یہ ہے کہ اسکو ایک شخص نے نہیں بلکہ متفرق اوقات میں چالیس متفرق اشخاص نے لکھا۔ اور وہ بھی کسی طرح کے تھے یعنے عالم ان پڑھ۔ غریب امیر بادشاہ۔ بھیڑ بکریاں چرانے والے مچھوے وغیرہ۔ اس میں سولہ سو برسوں کے حالات پائے جاتے ہیں۔ یہ مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہے ان سب باتوں کے باوجود یہ ایک بہت ہی اعلیٰ بات ہے کہ ساری کتاب کا مضمون ایک ہی ہے اور وہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے متعلق ہے۔ اس میں سینکڑوں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بالصراحت یسوع مسیح کا بیان کرتی ہیں۔ یہ ایک معجزہ ہے۔

اپنا آپ شاہد۔ بائبل کو خود اپنی بابت۔۔۔ کلام خدا ہونے کا دعوےٰ ہے۔ خدا۔۔۔ کے کلام کی مخالفت میں مخالف وغیرہ ڈٹے رہے۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ ہر زمانہ میں انہوں نے اسکی مخالفت میں کمر باندھی۔ لیکن بالآخر وہ ناکامیاب ہی ٹھہرے انکو ماننا پڑا کہ بائبل کلام خدا ہے۔ اس کلام کے بدلے بعض انبیاء نے اپنی جان

کتب بھی دینے سے دریغ نہ کی اور اس کی بشارت دینے سے کبھی باز نہ آئے۔

معجزانہ اشاعت ۔۔۔۔اس کا عجیب وغریب طرح سے پھیلنا اس کے کلام اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ دنیا میں کسی اور کتاب کی اتنی اشاعت نہیں ہوتی جتنی کہ بائبل مقدس کی۔ اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی سب۔۔۔۔ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ قادر مطلق خدا نے اس کی خود خبرداری اور رکھوالی کی ہے کہ دنیا کو اس کا پتہ لگ جائے اور سب قوموں اور اہل زبان میں اس کے گواہ پیدا ہو جائیں۔ اس لئے یہ سب دیگر کتب سے اعلےٰ درجہ ہے اور قابل تسلیم ہے۔

اسکی عالمگیر تاثیر ۔۔۔۔۔۔۔ یہ ایسا کلام ہے کہ اس نے ہر طرح کے شخصوں اور قوموں پر اپنا ایک معجزانہ اثر دکھایا ہے۔ خواہ وہ آدمی نہایت ہی بُرا اور حقیر ولاچار کیوں نہ ہو۔ اس سے تبدیل ہوتا آیا ہو مجوزہ تبدیلی اسکے کلام نے پیدا کی ہے۔ اور وہ ایسی تبدیلی ہے کہ میں اسکو بیان نہیں کر سکتا۔ مسیح کے خون کے ساتھ گندے دلوں کو دھویا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح پاک ہو جاتے ہیں

قوموں پر بائبل کا اثر۔ باقی رہا اس کا اثر قوموں پر۔ جو قوم ترقی کرتی ہے وہ صرف خدا کی برکت سے کرتی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ افریقہ کا ایک حبشی جو کہ وحشی تھا ایک دفعہ۔۔۔ شہر لندن دیکھنے آیا۔۔۔۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہاں اچھی اچھی نفیس عالیشان عمارتیں اور ہر کاروبار میں ترقی نمایاں ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اور اس کا اپنے ملک سے مقابلہ کر کے وہ بہت ہی حیران ہو گیا۔ اس نے یہ بھی معلوم کیا کہ اس ملک میں کوئی غریب کنگال آدمی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ آخرکار وہ ملکہ معظمہ وکٹوریہ سے ملا اور اس ترقی کی وجہ دریافت کی۔ ملکہ نے جواب میں کہا کہ "یہ بائبل مقدس ہی کی برکت سے ہے"۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ خدا کا کلام ہے اور جو قوم اُسے قبول کرے اُس پر خدا کی برکت ہوتی ہے۔ شیطان اس کلام کے مقابلے میں بہت خوفناک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آتا ہے۔ بڑے بڑے عالموں سے اس کے برخلاف کہلواتا ہے۔ اس کتاب پر ٹھٹھے مخول کئے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ خدا کا کلام ابدی زندہ۔ موثر اور ہر ایک دودھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اس لئے یہ اب تک باقی ہے اور رہیگا۔ اب کیا اس بائبل کے سوا بھی کوئی اور خدا کا کلام ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ ہے اور وہ یسوع مسیح ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔" "کلام مجسم ہُوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال"۔ (یوحنا ۱: ۱ و ۱۴) اس میں کلام کے تجسم کا ذکر ہے۔ پھر اسی باب کی ۱۸ آیت میں مرقوم ہے۔ "کہ خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ اسی نے ظاہر کیا"۔ خدا ہم سے بیٹے کے وسیلے سے بولا اور اب بھی بولتا ہے۔ وہ ہم کو بتا دیتا ہے کہ وہ کیا کہتا ہے وہ ایک ملیہ اور گنہگار دنیا میں پیدا ہُوا۔ موقع پر خدا نے اُسے سلامتی اور صلح کو قائم کرنے کے لئے بھیجا۔ یورپ اور دوسری قومیں صلح چاہتی ہیں لیکن لڑائی بڑھتی جاتی ہے۔ بڑے بڑے وزیر ٹکریں مارتے ہیں کہ صلح ہو جب تک وہ اس سلامتی اور صلح کے شہزادے یعنی یسوع مسیح کو قبول نہ کریں اس پر ایمان نہ لائیں صلح نہیں ہو سکتی۔ اس نے صلیب پر اپنے آپ کو ہمارے گناہوں کے بدلے دکھ اُٹھا کر ہمیں عذاب ابدی سے نجات دلائی۔ خدا عادل یعنی انصاف کرنے والا ہے اور تھا۔ وہ کسی سفارش یا رشوت وغیرہ سے ہم کو چھوڑ نہیں دیتا۔ ہمارے خداوند نے پیارے اپنی جان ہمارے لئے دی ہے پھر وہ زندگی ہے؟ یہ کس طرح؟ لعذر کو جو کہ چار دن کا مردہ تھا۔ اُس نے زندہ کیا اور کہا کہ "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں"۔ میں زندگی کا کلام بیٹے کے وسیلے کئی دفعہ ملتا ہے۔ مسیح کے وسیلے سے ہی خدا ہمارے ساتھ کلام کرتا ہے لہٰذا مسیح بھی خدا کا کلام ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم اس کلام کے ساتھ کیا کریں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اوّلاً ہم کو چاہئے کہ ہم اس کلام سے کمال محبت کریں۔ اسکو چوکھے سونے سے مہنگا خیال کرنا چاہئے (۲ تمطاؤس تیسرا باب۔ ۲ پطرس پہلا باب ۱۲: ۲۱ آیات) ثانیاً ہمیں چاہئے کہ اُسے سیکھیں اور جانیں۔ پیرو ان نے اچھا کیا کہ مجھے سوال وجواب مختصر سے واقف کردیا۔ اس کلام کو پڑھنا پڑھانا چاہئے۔

اپنے علم پر فخر۔ ڈاکٹر ڈوف صاحب کا ذکر ہے کہ جب وہ پہلی دفعہ ہندوستان کی طرف آرہا تھا تو اُس نے اپنے ساتھ سب علوم وفنون کی کتب لے لیں۔ وہ چاہتا تھا کہ اہل ہند کو اپنی منطق، فلسفی اور عاقلانہ باتوں سے بہت فائدہ پہنچائے۔ لیکن راہ میں وہ جہاز تباہ ہو گیا۔ اور اُسکی کتب فلسفہ وسائنس وغیرہ سب برباد ہو گئیں۔ ایک ہی کتاب اس کے پاس رہ گئی اور وہ بائبل مقدس تھی۔ جب اُس نے یہ معلوم کیا تو اُس نے کہا کہ اب خدا کی طرف سے ہی مجھے یہ صلاح ملی ہے کہ میں اس کتاب کو سب سے عزیز رکھوں۔ سو اس نے کلکتہ میں آکر اسی بائبل کی بشارت دینی شروع کی اور اس کا اتنا اثر ہوا کہ سب ابتدائی مسیحی اسی کے کئے ہوئے ہیں۔ سچ ہے کلام پاک کے یہ کلمات بالکل درست ہیں جو کہ پڑھے گئے ہیں۔"

ناظرین کرام آپ پادری گاشون صاحب کے اس پیغام سے اپنے واسطے کچھ نہ کچھ نصیحت حاصل کریں اور بائبل کو اپنی سب اشیاء سے عزیز تر جانیں محض اسکو جانیں ہی نہیں بلکہ جو تعلیم اس میں دی گئی ہے۔ اس پر عامل بھی ہوں۔ کیونکہ ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے۔

خاکسار۔ کرم الٰہی۔ طالب علم۔



نور افشاں

مطبوعہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء

ینگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ کی پاک ہستی کے ساتھ قریباً نوے برس کی ان مقدس ہستیوں کی یادداشت وابستہ ہے۔ جو اس سکول سے متعلق اپنی خدمات انجام دیکر کچھ تو ابدی آرام میں داخل ہو گئیں اور کچھ زندگی کی دوڑ میں ہنوز دوڑ رہی ہیں۔ اللہ اللہ وہ کیسے عجیب و غریب اور چشمۂ فیض امریکن پریسبٹیرین مشن کے مشنری صاحبان تھے۔ جنہوں نے ۱۸۳۴ء میں سکول مذکور کی بنیاد رکھی اور اس کی دو منزلہ سربفلک عمارتیں اور اس کے متعلق دیگر ضروری عمارات کی تکمیل کی تاکہ وہاں سے صوبۂ پنجاب میں تعلیم و تربیت کا چشمہ پھوٹے اور سرزمین پنجاب کو سیراب و شاداب کرتا رہے کہ امریکن پریسبٹیرین مشن کی مسیحی کارگذاریوں کا جو اس نے پنجاب میں آج سے نوے برس پیشتر شروع کی تھیں ایک بے نظیر نمونہ اور مثال بن جائے کہ امریکہ کے مسیحی اصحاب کی مسیحی محبت و ہمدردی اور پنجابیوں سے ان کی دلی خیرخواہی کا لاثانی گواہ و شاہد ہو جائے۔ یہ فضل خدا ہے کہ نوے برس کے انقلابات و حادثات کے درمیان ملکی اور مالی مشکلات کے نشیب و فراز کے درمیان اس کی ہستی آج کے دن قائم و ثابت ہے اور ترقی کے میدان میں اس کا قدم آگے کی طرف بڑھتا آیا ہے۔ اس کے متعلق وہیری میموریل ہال کا اضافہ جس کا افتتاح ہز ایکسیلنسی دی گورنر پنجاب اور لیڈی ہیلی کی تشریف آوری سے ۱۹ اپریل ۱۹۲۶ء کے روز ہوا ہے اس کی شان و شہرت کو اور بھی ہزار چاند لگا دیگا۔

جب ہم سکول مذکورہ کی تاریخی ہستی کا خیال کرتے ہیں تو اس کے ساتھ سب سے پہلے شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب یاد آجاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی شاہانہ امداد سے اس سکول کا پنجاب کے لئے خیر مقدم کیا تھا۔ آپ کے بعد ان مقدس مشنری ہستیوں کا خیال آجاتا ہے جنہوں نے اس سکول اور اس کے متعلقات کی بہتری اور بہبودی میں اپنی زندگیاں بسر کیں۔ انہیں مرحوم ڈاکٹر سی بی نیوٹن۔ پادری جے۔ ایم حکوم۔ ڈاکٹر ای۔ ایم وہیری ڈاکٹر ای پی نیوٹن۔ ڈاکٹر آرتھر یوئنگ۔ پادری یو۔ ایس۔ جی جونز۔ پادری ایچ۔ اے وٹیلاک۔ پادری بیروز اور ڈاکٹر ای۔ ای فائف اپنی بزرگ ہستیوں میں شمار کئے گئے ہیں۔ خیال فرمائیے کہ یہ بزرگ کیسے مقدس اور پنجابیوں کے دلی دوست اور خیرخواہ تھے جنہوں نے پنجابیوں کو جو ڈھگے مشہور تھے انسان بنانے میں کمی بیشی سے وہ کام ضرور کیا جس کے کرنے کے قابل خود آج تک پنجابی مسیحی نہیں ہو سکے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ہمیں نوے سال سے تعلیم و تربیت ہوتی آئی ہے۔

جب ہم سکول مذکورہ کے پرنسپلوں کا خیال کرتے ہیں تو ہم اس سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحبان کو ہرگز ہرگز فراموش نہیں کر سکتے ہیں جنہوں نے اس سکول کے طلبا کو انسان بنانے میں اپنی زندگیاں خرچ کیں۔ مسٹر براؤن مرحوم مسٹر ٹسی وئی۔ مسٹر پی۔ سی بینرجی، مسٹر بوس۔ مسٹر این۔ سی گھوش۔ مسٹر سردار خاں صاحب انہیں بزرگ ہستیوں میں شامل ہیں جن کی محنتوں اور کوششوں سے اور جن کی مسیحی زندگی کے اثر سے اور جن کی تعلیم و تربیت کے طفیل سے ان طلبا نے جو نوے برس کے عرصہ میں اس سکول میں رہائش اختیار کی وہ فیض و فضیلت پائی جس کے ساتھ وہ بعض کو شناختہ ہوتے ہیں۔ ہم اس کے بانیوں کو۔ اس کے منتظموں اور ہیڈ ماسٹروں کو اور اس سکول جملہ قدیم و جدید طلباء کو صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں اور خصوصاً ڈاکٹر ای۔ ای۔ فائف اور مسٹر سردار خاں کو مبارکباد کہتے ہیں جن کی نیک نگرانی میں ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ پر وہیری میموریل ہال کا اضافہ ہوا ہے۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ عموماً ہندوستان میں مشنری صاحبان کی اور خصوصاً امریکن پریسبٹیرین مشن کی ایسی شاندار خدمات کی یادگاریں جیسی یادگار سکول مذکور ہے تمام ہند میں اور خصوصاً پنجاب میں زیادہ ہوں اور وہ تا ابد قائم رہیں۔ امریکہ اپنے ایسے فرزندوں کو پنجاب میں خدا کی بادشاہت کی اشاعت کے لئے ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے۔ جیسے فرزند اس نے آج تک بھیجے ہیں تاکہ ان کی جانفشانیوں سے نہ صرف گذشتہ اور زمانہ حاضرہ کی شاندار یادگاریں قائم رہیں بلکہ نئی یادگاریں بنائی جائیں جیسی یادگار ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ اور فورمن کرسچن کالج لاہور وغیرہ ہیں۔

گوالیار میں زمین

گوالیار کی زمین کی بابت قابل عزت مسٹر جے دانیل صاحب کی محنتوں کا خلاصہ ناظرین کی آگاہی کیلئے زینت اوراق نور افشاں کرتے ہیں۔ آپ کی تحریر کی بابت ہم اس قدر عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ کرسچن کانفرنس کا یہ نیا پروگرام زیادہ محکم اور استوار معلوم ہوتا ہے۔ اگر ہمارے پنجابی مسیحی کانفرنس کی خصوصاً مسٹر جے ڈانیل کی تجاویز پر اتفاق کرکے پنجاب کرسچن کانفرنس کے ماتحت گوالیار میں زمین حاصل کرلیں تو خدا چاہے انکی تمام مشکلات حل ہو جائینگی۔ کیا ہمارے مسیحی ذیل کی تحریر پر غور فرمائینگے؟ اگر کسی مسیحی کو تجاویز مندرجہ ذیل سے فائدہ اٹھانا منظور ہو تو وہ مسٹر جے ڈانیل صاحب سے ضرور خط و کتابت کریں۔ ہم اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ مسٹر جے ڈانیل صاحب کا بیان محض خیالی نہیں حقیقت پر مبنی ہے۔ ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب نور افشاں

تسلیم! میں مشکور ہوں کہ جناب نے گوالیار کی زمین کے متعلق میری رپورٹ اخبار مسیحی سے نقل کر کے چھپے ۲۳/۴/۲۶ کے نور افشاں میں مسیحیان پنجاب کے فائدہ کی خاطر درج فرما کر بیہ لوٹ لیا ہے کہ پنجاب کرسچن کانفرنس کی بیکار روائی اس بات کی خود رشاہد ہے کہ پنجاب میں مسیحیوں کے لئے زمین حاصل کرنا امر دشوار ہو گیا ہے جناب والا پنجاب میں مسیحیوں کے لئے زمین حاصل کرنا تو مشکل نہیں مگر پنجاب میں زمین کی قیمت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ غریب عیسائی" تو کیا امیر مسیحی بھی ایک ایک مربعہ کے لئے دس دس بیس بیس ہزار روپیہ خرچ کرنے کی بساط نہیں رکھتے۔ پنجاب کی کلیسیا سیپ کی آفت سے تب ہی رہائی پا سکتی ہے۔ اگر ان کو زمین ملجاوے اور وہ بھی اپنی ملکیت۔ جیسا کہ مسٹر جے۔ آر۔ رائے نے رپورٹ کی ملکیت ورثہ ریاست گوالیار ہی دیتی ہے۔ اس لئے میں نے مناسب جانا کہ دس پندرہ روز خرچ کر کے ریاست گوالیار کے افسروں سے ملکر فیصلہ کروں کہ ان کو عیسائیوں کو ملکیت دینے میں کوئی عذر تو نہ ہوگا۔ مسٹر سے لیکر نیچے تک تمام افسر مہربانی سے پیش آئے۔ اور بہت سے ٹکڑے اُنہوں نے زمین کے دکھائے جن میں سے ایک ٹکڑا وہ بیس ہزار بیگہ کا مجھے بہت پسند آیا۔ ایک ماہ کی مہلت مسٹر سے میں نے مانگی کہ اگر مزارعان کا بندوبست ہو سکیگا تو کانفرنس دس ہزار بیگہ لیگی ورنہ نہیں۔ زمین اچھی ملکہ ہے بارش کافی سے زیادہ ہوتی ہے۔ بلا نہری یا کنواں کے پانی کے گندم وغیرہ پکتی ہیں اور عمدہ پھل دیتی ہیں آب وہوا بہت اچھی ہے۔ البتہ فاصلہ لاہور سے سات آٹھ سو میل کا ہے۔ مگر فاصلہ سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ انگریز اگر فاصلہ سے ڈرتے تو آج نصف دنیا کے مالک نہ ہوتے۔ اس دس ہزار بیگہ کو آباد کرنا کسی واحد شخص کا کام نہیں۔ ایسے کام کواپریشن سے ہو سکتے ہیں*

اور کواپریشن بھی ہل چلانے والے اور پیسے والے دونوں کی ہو اور ملکیت بھی دونوں کی۔ پیسے والوں سے بھی زیادہ پیسہ کی توقع نہ رکھی جاوے۔ اِن باتوں کو ملحوظ خاطر رکھکر میں ذیل کی سکیم پیش کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ غریب وامیر اس سکیم میں شامل ہو کر اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچائینگے۔

مجوزہ سکیم کواپریٹو سوسائٹی

(۱) دس ہزار بیگہ کے لئے یکصد حصص رکھے جائیں۔ مالیت فی حصہ مالیت (۲۵۰) روپیہ ہوں۔

(۲) کوئی شخص ایک حصہ سے کم اور دس حصوں سے زیادہ نہ لیوے۔

(۳) اس دو صد پچاس روپیہ میں سے پچاس روپیہ سو بیگہ کے لئے خزانہ ریاست میں ڈیپازٹ رکھا جائیگا جو کہ بارہ سال کے بعد معہ سود واپس مل جائیگا۔ باقی دو صد میں سے مزارعہ کے لئے بیل۔ ہل۔ تخم خریدا جائیگا اور زمین صفا کرائی جائیگی۔

(۴) مزارعہ کو اپنے گرہ سے کرایہ ریل وغیرہ دینا پڑیگا جو تخمیناً پندرہ روپیہ ایک آدمی کے لئے ہوگا اور مبلغ پچاس روپے سوسائٹی کے پاس فصل کے آنے تک اپنی خوراک کے لئے رکھنے ہونگے۔

(۵) بارہ برس تک نہ کسی قسم کا ٹھیکہ لیا جائیگا۔ نہ معاملہ (دیکھو قاعدہ۔ ۴) بارہ برس تک پیداوار زمین سے نصف مزارعہ لیگا۔ نصف سوسائٹی۔ تیرھویں برس جب ملکیت ملیگی تو جتنی زمین مزارعہ نے اس عرصہ میں کاشت کی ہوگی اس میں سے نصف اپنے حصہ کا روپیہ دینے پر مزارعہ کے نام لگ جاویگی اور باقی سوسائٹی کے نام قیمت فی بیگہ تین چار یا پانچ روپیہ ہوگی۔

جناب ایڈیٹر صاحب اس طریقہ سے غریب امیر مسیحیان پنجاب مالک زمین بنکر عزت سے گذران کرینگے۔ اور جو امیر دو صد پچاس روپیہ خرچیگا اور قریب خوراک وکرایہ کے یکصد خرچیگا۔ دونوں بارہ برس تک یکصد بیگہ کی پیداوار سے فائدہ اُٹھا کر پچاس پچاس بیگہ یا ایک ایک مربعہ کے مالک ہونگے۔ اگر مسیحیوں نے توجہ نہ کی تو یہ اور موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا صرف آٹھ دس یوم کے اندر میں نے منسٹر صاحب کو زمین لینے یا نہ لینے کا جواب دینا ہے۔ اس واسطے امیروں سے درخواست ہے کہ جلد جتنے حصے لینے ہیں لیویں اور فی حصہ پچیس روپے میرے پاس روانہ کر دیں۔ اور غریبوں کو چاہئے کہ تحریر کریں کہ کتنے ہل سے آدمی لیجا سکینگے اور فی ہل پانچ روپیہ روانہ کر دیں۔ جب معاملہ پختہ ہو جائیگا تو امیر فی حصہ باقی کا دو صد پچیس روپیہ دیدیوے اور غریب فی حصہ پینتالیس روپیہ ادا کر دیوے ایک کاپی قواعد کی ارسال خدمت ہے۔ مہربانی کر کے ترجمہ کر کے یا کر اکے اگر مناسب سمجھیں تو اخبار میں چھاپ دیں عنایت ہوگی۔

خادم قوم ایس۔ جے۔ ڈانیل
گجرات ۲۴/۴/۲۶

ڈاکٹر گرسولڈ رو بصحت ہیں

خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر ایچ۔ ڈی گرسولڈ صحت و تندرستی میں ترقی کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ اس ہفتہ میں اور بھی ترقی کرتے رہینگے*

گذشتہ ہفتہ میں پروفیسر ویلیٹی کے بیٹے کا بپتسمہ ہوا۔ بزرگ ڈاکٹر ایچ سی ویلیٹی صاحب نے اپنے دست مبارک سے اپنے پوتے کو بپتسمہ دیا۔ ہم صدق دل سے پروفیسر ویلیٹی اور مسز ویلیٹی کو اور بزرگ دادا دادی کو مبارکباد کہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا اپنے جلال کے لئے بچہ کو عمر کی درازی اور سیری اور سلامتی بخشے*

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں*

وحدت محضہ پر مناظرہ

(۵)

(گذشتہ نمبر میں بیان ہؤا کہ مولوی صاحب نے کہا کہ میں پادری صاحب کو جنت کو لے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد کے سوال وجواب حسب ذیل ہیں۔ قلمان)

پادری صاحب۔ افسوس آپ ہمیں جنت کو لے جانا چاہتے ہیں۔ مگر اس کی کنجی ہماری جیب میں ہے۔ مولانا اصول مناظرہ سے گریز کر کے کہتے ہیں کہ میں تو ثابت نہیں کر سکتا تم ہی بتاؤ۔ آپ مجیب ہیں آپ کا کیا حق ہے کہ مجھ پہ سوال کریں؟ میں تو سائل ہوں۔ آپ کا جلسہ ہے۔ جب ہم مجیب ہونگے تو بتائینگے۔ اب تو میں معترض کی حیثیت میں ہوں۔ پہلے آپ نے بار بار کہا کہ خدا نے کُن اُس وجود کو کہا جو خدا کے علم میں تھا۔ واہ کیا بات ہے خدا کے علم میں بھی ہو۔ وجود بھی ہو۔ خدا کے ذہن میں بھی ہو بعد خارج میں بھی ہو۔ مگر اس پر بھی وہ قدیم نہ ہو۔ اب بات بدل کر یہ کہہ دیا کہ اس سے مراد وہ وجود ہے جو خدا کے علم میں تھا۔ جب آپ نے اسے ایک وجود کہا تو خواہ آپ اسے وجود ذہنی کہیں یا وجود علمی بہرحال وہ ایک وجود ہؤا۔ اب ایک تو ہوئی ذات باری۔ دوسرا اس کا علم۔ یہ دو ہوگئے۔ تیسری وہ چیز جو اس کے علم میں ہے۔ یہ بتائیے کہ وجود کیسے وجود ہو سکتا ہے؟ وجود کو موجود کہنا یہ ہے کہ اسے وجود تو وجود ہو جا۔ آپ نے کمہار کی مثال دی۔ کمہار اپنے ذہن میں ایک نقشہ کھینچ لیتا ہے۔ اور وہی علم ہے۔ اس کے مطابق وہ برتن کو بنا لیتا ہے۔ کمہار چیزونکو چیزوں کو دیکھ کر نقشہ کھینچتا ہے۔ یہی میں نے کہا تھا کہ معلوم کے بغیر اس کا علم نہیں ہوتا۔ جب تک کمہار مساحت۔ مربع و مستطیل وغیرہ سے واقف نہ ہو وہ نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔ مولوی صاحب نے خدا اور اس کے علم ازلی کا اقرار کیا ہے۔ یعنی دو کو ازلی تسلیم کر لیا ہے اور تیسرا معلوم ہے۔ سب مرحلے طے کر چکے

مولوی صاحب۔ آپ نے کیوں کہا کہ میں سائل ہوں۔ آپ کس قسم کے سائل ہیں (۱) ناقض (۲) مانع (۳) یا معارض۔ آپ معارض ہیں آپ نے معارضہ کیا کہ تثلیث ثابت ہے۔ پس آپ کا منصب معارض کا ہے۔ اس لئے آپ سیکنڈ کلاس کے مدعی ہیں۔ اگر معارض نہیں تو تثلیث کے اثبات کا دعوے کیوں کیا؟ معارض وہ ہے جو مقابلہ پر ایک دیوار کھڑی کرتا ہے۔ اور دوسرے کی دیوار کو گراتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ خدا کو میں نے کمہار بنا دیا۔ واقعی کمہار کو بغیر دیکھے کے علم حاصل نہیں ہوتا۔ کمہار کی تشبیہ ہے وہ ناقص العلم مخلوق ہے مگر خدا کا علم قدیم ہے اور قدیم سے وہ اُسے حاصل ہو۔ خدا کہتا کہ میری ذات کو کسی سے تشبیہ نہ دو۔ خدا بے نمونہ دنیا کو پیدا کرنے والا تھا۔ بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ آخر میں آپ نے بڑے زور سے کہا کہ صرف مفہوم کا فرق ہے۔ وہ مفہوم کا فرق تو ظاہر کر دیں ہماری توحید یہ ہے کہ خدا اپنی ذات صفات میں اکیلا ہے۔ کوئی شے اُس کے ساتھ متفق نہ ہے اور نہ ہوگی۔ وہ اپنی صفات کاملہ میں اکیلا ہے۔ پادری صاحب تو محض مسیحیوں پر اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پادری صاحب۔ آپ نے عالم ہو کر یہ کیا کہا کہ پادری صاحب کو مسیحیوں پر اثر ڈالنے کی ضرورت ہے آپ کو تو یہ کہنا چاہئے تھا اور موزوں بھی ہوتا۔ اگرچہ بادے دادیم گشتہا ی بیادادیم۔ مجھے عیسائیوں سے سرٹیفکیٹ تنخواہ کی ضرورت نہیں۔ یہ میرا شوق ہے نہ میں کسی کا ملازم ہوں نہ کسی سے کچھ لیتا ہوں۔ کیا آپ بھی ایسا ہی کرینگے؟ (یہاں پر مولوی صاحب پادری صاحب کی تقریر ہی میں بول اُٹھے کہ خدا توفیق دے۔ مگر ہماری سمجھ میں نہ آیا کہ توفیق کس کو دے۔ انکو جو فیس لیکر وعظ اور بحث کرتے ہیں کہ وہ نہ لیں۔ یا پادری صاحب کو کہ وہ بھی فیس لیا کریں؟) پادری صاحب نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے بار بار یہ تو کہہ دیا کہ خدا واحد ہے۔ وہ اپنی ذات وصفات میں اکیلا ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ اُس کی توحید کیا ہے۔ پہلے اُس کی ذات وصفات کا تعین تو کرلیں۔ اس حیثیت سے تو میں بھی اکیلا ہوں تو کیا میں خدا ہوں؟ یہ تو ایک عامیانہ بات ہے۔ آپ نے مجھے غلطی سے معارض سمجھ لیا ہے۔ اس لئے مجبوراً مجھے دعوے کرنا پڑا۔ ورنہ میں تو شکوک رفع کرنے آیا ہوں۔ اچھا لیجئے اب میں معارض ہوں۔ آپ تو میری امید و توقع کے خلاف نفس مسئلہ سے الگ جا پڑے۔ کمہار حادث ہے اور اس کا علم بھی حادث۔ میں تو دلیل طلب کرتا ہوں۔ ایک معارض کو اس قسم کے عندیہ کی طرف سے آنا کب واجب ہے؟ بتائیے اگر علم قدیم ہے تو سب معلوم کیوں قدیم نہ ہونگے۔ اور یہی بات آریا مانتے ہیں۔ آپ نے موحد ہو کر سب معلومات و موجودات کو قدیم مان لیا۔ مولوی صاحب ہم آریا نہیں ہم اہل کتاب ہیں۔ جب آپ کو میرا عندیہ معلوم نہیں تو کیوں مجھے معارض ٹھہرایا؟ ہم وحدت محضہ کی نفی کرتے ہیں۔ آپ نے اب تک وحدت محضہ کی نسبت ایک بھی لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ وحدت محضہ کو ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے سب اشیاء کو قدیم مان لیا۔ اب آریوں سے صرف نزاع لفظی رہ گئی ہے۔

مولوی صاحب۔ میں نے ابتداء سے اب تک بار بار کہا کہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ خدا وہ ہے جو تمام صفات کاملہ کا اکیلا مالک ہے۔ اکیلا: احد و توحید ایک ہی ہے۔ کیا میری اُردو زبان کو بھی آپ نے نہ سمجھا۔ ھو اللہ الاسماء الحسنٰی کا مدلول ہے۔ خدا ذات وصفات میں اکیلا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ میں نے توحید کا مضمون بیان نہ کیا۔ آپ نے وحدت محضہ کی نفی کا دعوے کیا۔ نہ یہ بتایا کہ آپ کس قسم کے سائل ہیں

آپ نے کہا کہ آریوں کے ساتھ صرف نزاع لفظی رہ گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نزاع لفظی بھی نہ رہیگی۔ اگر وہ وجود علمی کو مان لیں قرآن کا اور ہمارا ایک مذہب ہوجائے آریا وجود علمی کے قائل نہیں۔" عالم کا سلسلہ ازادی ہے "یہ دیانند کا قول ہے۔ اور آپ نے کن فیکون سے تثلیث نکالی۔ آپ نے اعتراض کیا کہ وہ شے کیا ہے؟ میں نے جواب دیا تھا کہ بعد میں ہونے والی اشیا کا خدا کو علم تھا۔ اس سے کوئی بھی دو وجود نہیں بنتے۔ وجود علمی سے وجود خارجی پیدا ہوا جس طرح معمار اپنے ذہن میں موجودہ تصور کے مطابق عمارت بنالیتا ہے۔ اسی طرح آسمان اور زمین کو جو اس کے علم میں تھے کہا کہ ہوجا۔"

پادری صاحب ۔ مولنا نے توحید کی ایک تعریف کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اکیلا۔ توحید و واحد ایک ہی چیز ہے۔ کیا مترادف الفاظ سے کبھی کسی کی تعریف ہوجاتی ہے؟ کیا انسان کی یہ تعریف کہ وہ انسان بشر اور آدمی ہے۔ بتایئے تو کہ اکیلا واحد و توحید ایک کیسے ہیں۔ توحید تو ثابت ہے۔ اس کو ثابت کرنا بالکل فضول میں نے توحید کی تعریف پوچھی تھی۔ مگر آپ نے توحید کا مضمون بیان کردیا۔ مولوی صاحب سچ مچ مجھے فکر ہوگی اگر آپ کی تقریر ان صد ہا مسلمانوں کو مشکل میں ڈال دیوے۔ اسی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔ میں نے بار بار کہا کہ وجود علمی کی تعریف فرمایئے۔ آپ نے ابتک وجود علمی اور خارجی میں امتیاز و تعلق نہیں بتایا جب علم بغیر معلوم ہو ہی نہیں سکتا تو آپ کس طرح وجود علمی کہینگے آپ وجود علمی و خارجی اسے کس طرح کہتے ہیں؟ خدا کے علم میں تو وہ شے مجرد تھی۔ مگر مخلوق ہوکر مادی ہوگئی اسی کو معلولات کا تخالف عجلت سے کہتے ہیں۔ ہم ایک وقت میں سب خدا کے علم میں تھے اور پھر مادی بن گئے یہ کیسے ممکن ہے؟ کہاں گئے مسٹر منطق دان؟ یہ آپ کا ہی مقولہ ہے۔ جو میں استعمال کر رہا ہوں۔ خدا۔ وجود علمی اور وجود مادی یہ تو تین ہوگئے۔

مولوی صاحب ۔ خدا کا شکر ہے کہ آخر تین کا نقطہ منہ سے نکل گیا۔ میں نے توحید کی یہ تعریف کی کہ خدا اپنی ذات و صفات میں اکیلا ہے اور قرآن کا یہ مضمون تورات کے موافق ہے۔ یہ بات کہ وجود علمی و وجود خارجی دو ہیں۔ خدا کی باتیں خدا ہی جانے سمجھا کے ذہن میں لوٹے کی شکل ہے اور معمار کے ذہن میں عمارت کی۔ یہی معنی خدا کے ذہنی علم کے ہیں۔ جو اشیا مستقبل میں ہونگی۔ خدا اس کے علم کا ذہنی شکل کو کہتا ہے کہ ہوجا۔ لہٗ کی ضمیر عربی زبان کی ہے جیسے ہیں آیا تم گئے۔ وہ گیا ہم آئے۔ اب حوصلہ ہو تو بحث جاری رکھیں اور اس آیت سے تثلیث ثابت کریں۔

اب وقت ہوچکا

اور مولوی صاحب نے ایک اور قسم کی تقریر شروع کی۔ اور بحث کا رخ بدلکر آواز بلند کہنے لگے کہ پٹھانوں کا مذہب اسلام ہے۔ آپ پٹھان ہیں۔ میں یقین نہیں رکھتا کہ ایک پٹھان عیسائی ہوجاتا ہے۔ میں نے کسی پٹھان کو عیسائی ہوتے نہیں دیکھا۔ آپ کس طرح عیسائی ہوگئے میں نہیں مانتا۔ مولوی صاحب کی یہ تقریر مسیحیت کی منادی تھی اور اس کا درحقیقت خاص اثر ہوا۔

پادری صاحب نے تحدی

کو منظور کیا کہ مجھے بحث کو جاری رکھنا منظور ہے اس پر صاحب صدر (مولوی ابوالقاسم بنارسی) نے فرمایا کہ انجمن کارکناں کی اجازت سے آدھ گھنٹہ کا اور وقت دیا جاتا ہے کہ اب آپ تثلیث کو ثابت کریں۔ مگر اس میں حد درجہ کی چالاکی یہ تھی کہ جہاں مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے دعوے کے پیش کرنے کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت دیا گیا اور یہ اور بات ہے کہ وہ اشعار خوانی کرختم کر کے بھی صرف دس منٹ بول سکے۔ وہاں پادری صاحب کو صرف اپنا دعوےٰ پیش کرنے کے لئے صرف معمولی دس منٹ دیئے گئے۔ یعنی ہر طرح کوشش کی گئی کہ کسی طرح آن رہ جائے۔ مگر پادری صاحب نے توکل بخدا اسے بھی منظور کرلیا۔ کیونکہ توحید محض ساری عمر میں بھی ثابت ہونی ناممکن ہے اور مسیحی مفہوم توحید کی حقانیت ہر وقت ثابت ہے۔ لیکن صاحبان کی یہ حرکات ان کی دلی بے چینی و گھبراہٹ کا صریح ثبوت تھیں۔ اب اس آدھ گھنٹہ میں کیا ہوا۔ اسکی کیفیت اشاعت مستقبلہ میں ملاحظہ کریں۔

(رضاق)

حمد وثناء

مسیحی گیتوں اور بھجنوں اور غزلوں کا جو عموماً عام مسیحی مجالس اور عبادتوں کے لئے مفید ہو سکتے ہیں یہ ایک نیا مجموعہ ہے جسے فخر قوم مسٹر ایم۔ این ہوز صاحب وکیل کیمپ نقلہ نے تالیف فرما کر عاجزان خدا پر تازہ احسان کیا ہے۔ بہل باجتہم اس قدر عرض کرسکتے ہیں کہ یہ رسالہ اپنی تصنیف میں بالکل نرالا ہے۔ جس میں پنجابی زبوروں کا۔ راحت دل کا۔ غذائی روح کا اور دیگر منظوم رسالوں کا رنگ ڈھنگ پایا جاتا ہے۔ مولف نے اسکی اشاعت میں اچھی خاصی رقم صرف کی ہوگی۔

حمد وثنا کے مولف کا اپنا بیان ہے کہ اسد خود اس میں مسیحیوں کی تمام ضروریات کو پورا کردیا ہے۔ بوجہ زیادتی حجم و عمدہ چھپوائی داعلیٰ کاغذ قیمت فقط ۱۲ر مع محصولڈاک رکھی گئی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ رسالہ کم از کم دوسری خاطر شائع ہوا ہے۔ رسالہ زیر نظر کی خوبی اور عمدگی خود ہی رسالہ کا نام نامی و اسم گرامی کافی ضمانت ہے۔

حجم رسالہ ۱۷۰ صفحہ کا ہے جس میں کل ۱۱۰ منظوم زبور۔ غزلیات گیت اور بھجن جمع کئے گئے ہیں جو پانچ حصوں میں منقسم ہیں۔ سنڈے سکولوں اور سی ای سوسائٹیوں کیلئے زیادہ کارآمد ہیں۔ ہم اس رسالہ کیلئے کوشش

رسالۂ انسان کامل
اور
پیغام صلح لاہور

از قلم اعجاز رقم سلطان المناظرین وزبدۃ المتکلمین مولنا مولوی پادری سلطان محمد خاں صاحب افغان وغیرہ۔

بکیا عقد نزیا اسے گنگور کی سوجھی پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب رسالہ انسان کامل کے جواب سے عاجز ہو کر اس قدر کھسیانے ہو گئے جس کی انتہا نہیں۔ جو شخص اپنی استعداد اور قابلیت کے دائرہ سے دانستہ یا نادانستہ قدم باہر رکھتا ہے اسکو ایسی سرخروئی نصیب ہوتی ہے بجائے اس کے کہ آپ انسان کامل کے دلائل پر جرح کرتے۔ خوب فرماتے ہیں کہ "پادری سلطان محمد خاں صاحب نے جو اپنے آپ کو رئیس المناظرین حاجی مولوی فاضل عربی لکھتے ہیں۔ یہ رسالہ الوہیت مسیح کی تائید میں لکھا ہے۔" جس شخص کی لیاقت اور خواندگی کی یہ حالت ہو کہ ناشر اور مصنف کی عبارت میں فرق نہ کر سکے اور پھر انسان کامل پر ریویو لکھنے بیٹھے یہ اگر قیامت انگیز استعجاب نہیں تو اور کیا ہے۔ جس عبارت کو اس فضیلت مآب ایڈیٹر نے ہماری طرف منسوب کیا ہے۔ وہ فی الحقیقت برادرم مولوی خان صاحب کی جو رسالہ انسان کامل کے ناشر ہیں عبارت ہے اور اس میں انہوں نے صرف سرورق پر ایک حقیقت کا اظہار کیا ہے تاکہ ایک اہل شخص بھی دیکھتے ہی پہچان لے کہ یہ ناشر کی عبارت ہے۔ اگر خدانخواستہ ہم بھی آپ کی طرح کھسیانے ہو جاتے تو النبوۃ فی الاسلام کی سرورق کی عبارت اور براہین احمدیہ کی سرورق کی عبارت پر بھی اعتراض کرتے اور پھر بھی ہم حق بجانب ہوتے۔ کیونکہ النبوۃ فی الاسلام۔ اور براہین احمدیہ کی سرورق کی عبارتیں محض حسن ظن اور خوش اعتقادی پر مبنی ہیں۔

مصنف و ناشر میں امتیاز اگر وہ جاہل اور کندہ ناتراش کون ہے جو النبوۃ فی الاسلام کی عبارت "امیر جماعت احمدیہ مولینا مولوی" اور براہین احمدیہ کی عبارتیں "فخر اہل اسلام پنجاب جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان دام اقبالہم" کو ان کے مصنفین کی طرف منسوب کرے۔ جبکہ النبوۃ فی الاسلام اور براہین میں یہ عبارت موجود ہے "از خاکسار محمد علی" "از خاکسار غلام احمد" بعینہٖ رسالہ انسان کامل میں ہماری یہ عبارت "سلطان" موجود ہے۔ لیکن اگر آپ سے اس قسم کی مجنونانہ حرکات سرزد نہ ہوتیں تو ہم کو کیونکر معلوم ہو جاتا کہ آپ نے کھسیانہ ہونے میں بلی کو بھی مات کر دیا۔

علمائے اسلام کے حوالوں سے ثبوت آپ آگے چلکر لکھتے ہیں۔ "کہ جس میں سب سے پہلے انسان کامل کی تعریف علمائے اسلام کے حوالجات سے دی ہے اور پھر رسالہ اشاعت اسلام اور برزخ کبریٰ پر بحث کر کے حضرت مسیح کو انسان کامل برزخ کبریٰ اور مظہر جامع ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور آخر میں اہل اسلام کے خدا اور مسیحیوں کے خدا کا مقابلہ کیا ہے ہمیں تعجب آتا ہے کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو علوم کا آشنا ماہر بیان کرتا ہے کس طرح ایک معمولی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتا" (پیغام صلح لاہور)

اقرار کے بعد انکار ہمیں تو فضیلت مآب ایڈیٹر صاحب پر ان کی حرکات مذبوحی کو دیکھ دیکھ کر بے حد ترس آتا ہے تین سطروں کے لکھنے میں آپ اس قدر غلطاں اور حیراں ہو رہے ہیں۔ خدانخواستہ اگر آپ انسان کامل کا جواب لکھنے بیٹھ جاتے تو نہ معلوم آپ کی کیا حالت ہو جاتی۔ ایک طرف تو آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے "انسان کامل کی تعریف علمائے اسلام کے حوالجات سے دی ہے" جن کی تعداد ایک۔ نہیں دو نہیں تین نہیں بلکہ کثرت سے ہے اور دوسری طرف ہم پر آپ یہ الفاظ تعجبیہ کرتے ہیں کہ "ہمیں تعجب آتا ہے کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو علوم کا آشنا ماہر بیان کرتا ہے۔ کس طرح سے ایک معمولی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتا" (پیغام صلح)

تعجب کس پر ہے فضیلت مآب ایڈیٹر صاحب! اگر فی الواقع انسان کامل کی تعریف ہم نے اپنی طرف سے نہیں کی ہے تو پھر ہم پر تعجب کیسا!؟ آپ کو تو اپنے "علما" کی عقل و دانش پر تعجب کرنا چاہیے تھا۔ کہ بیچارے باوجود "علما" کہلانے کے اتنی معمولی بات کو بھی نہ سمجھ سکے جسکو قادیان کا ایک طفل ابجد خواں اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے افسوس! اور زیادہ تر تعجب تو یہ ہے کہ آپ کے استاد ازل حضرت مرزا صاحب بھی انہیں علما میں شامل ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ "پس وہ ان دونوں قوموں الوہیت وانسانیت میں ایک وتر کی طرح واقع ہے۔ جو دونوں سے تعلق کامل رکھتا ہے" (سلسلۂ تصنیفات احمدیہ جلد اول صفحہ ۴۵۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

جواب کی جگہ ایک قسم لاجواب کی ہمارے فاضل ایڈیٹر صاحب کو تو علمائے اسلام کی انسان کامل کی تعریف پر جن میں آپ کے استاد ازل بھی شامل ہیں تعجب آتا ہے۔ لیکن آپ نے جو جداگانہ طور پر تعریف فرمائی ہے اس کو پڑھکر ہنستے ہنستے قے آجاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "انسان کامل وہ ہو سکتا ہے جس میں صفات انسانی کا پورا پورا جلوہ نظر آئے۔ یا دوسرے لفظوں میں وہ خدا کی کتاب کا عملی نمونہ ہو۔ یعنے اللہ تعالے نے جو جو صفات ایک کامل نمونہ کی اپنی کتاب میں بیان کی ہوں وہ اس میں پورے طور پر جلوہ گر ہوں" (پیغام صلح) آپ نے جو اس لایعنی تعریف کی ایک مثال سے توضیح فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔ "ظاہری مثال اس کی یہ ہے کہ اگر ایک انسان کی بینائی یا شنوائی یا گویائی کی صفت میں کسی قسم کی کمی ہو تو اسے اس کمی کے لحاظ سے ناقص کہا جا سکتا ہے" (پیغام صلح) پیغام صلح اور لڑکے بھی آپ کی اس لایعنی تعریف کا محکمہ

انہیں کا مذاق اُڑاکر اس کی فضیحت انگیز مثال کا مقصد صرف یہ طعن کرنا ہے کہ اب اگر عیسائیوں کے مسلمات کو ہی مد نظر رکھ کر اُن کے مزعومہ مظہر خدا یا کامل انسان کو دیکھا جائے تو وہ نہ صرف اخلاقی طور پر بلکہ غالباً جسمانی طور پر بھی ناقص معلوم ہوتا ہے۔ جس شخص نے ساری عمر بیاہ نہ کیا نہ اس کے لڑکے بالے ہوں۔ نہ اُسے کبھی دنیا پر طاقت نصیب ہوئی وہ ایک بادشاہ شادی شدہ بال بچوں والے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے لئے کیا نمونہ دکھا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس لحاظ سے ناقص کہا جائیگا۔ حضرت مسیح نے ان امور کے لئے کوئی عمل نمونہ ہمارے سامنے پیش نہیں کیا۔ اس واسطے وہ کامل انسان کہلائے جانے کے مستحق نہیں۔ (پیغام صلح

کون تائید کرتا ہے؟ | ہمارا مصمم ارادہ تھا کہ اپنے مضمون کے اسی حصہ میں ان کے انسان کامل کی تعریف کی اور اس کی مثال کی دھجیاں اڑائیں لیکن صرف اسی خیال سے کہ جب تک مولینا مولوی ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان یا مولینا مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی یا کوئی اور عالم اہل سنت والجماعت اس تعریف اور اس کی مثال کی نقطہ بنقطہ تصدیق نہ کرے اس وقت تک محض ایک اخبار کے ایک اڈیٹر کی ناموزوں حرکت سے اسلام اور بانی احمدیت کو زیر بحث لانا کسی صورت میں بھی موزوں اور مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے۔ ہاں جب اصحاب مشائخ العظیم سکل نقطہ بنقطہ تصدیق فرمائینگے۔ اس وقت ہم اس تعریف اور اس کی مثال کے ایسے پرخچے اُڑائینگے کہ اڈیٹر صاحب کو قادیان شریف کی چار دیواری نظر آجائیگی۔

نور سے تاریکی میں | البتہ ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم اپنی پوزیشن صاف کریں اور یہ بتائیں کہ بیاہ کرنا بال بچوں کی طرف التفات کرنا ہی نفس کی ظلمانی خواہشوں کے نتیجے ہیں۔ جن سے انسان کامل ہمیشہ پناہ مانگتا رہتا ہے۔ سنئے آپ کے استاد ازل کیا فرماتے ہیں۔

انہ میری مراد سے یہی انسان کامل کو ایک مشابہت ہے کہ وہ باوجود غایت درجہ کے انقطاع اور تبتل کے جو اس کو منجانب اللہ حاصل ہے بحکمت ومصلحت الٰہی اپنی نفس کی ظلمانی خواہشوں کی طرف بھی کبھی کبھی متوجہ ہو جاتا ہے یعنی جو جو نفس کے حقوق انسان پر رکھے گئے ہیں جو بظاہر نورانیت کے مخالف اور مزاحم معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے کھانا۔ پینا سونا اور بیوی کے حقوق ادا کرنا یا بچوں کی طرف التفات کرنا یہ سب حقوق بجالاتا ہے اور کچھ تھوڑی دیر کے لئے اس تاریکی کو اپنے لئے پسند کرلیتا ہے۔ نہ اس وجہ سے کہ اس کو حقیقی طور پر تاریکی کی طرف میلان ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ خداوند علیم وحکیم اس کو اس طرف توجہ بخشتا ہے تاکہ روحانی تعب ومشقت سے کسی قدر آرام پاکر پھر ان مجاہدات شاقہ کے اُٹھانے کے لئے تیار ہو جائے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

حظوظ نفسانیہ | چشم شہباز کار روان شکار
از بہر کشادن ست گر دوختہ اند

سو اسی طرح یہ کامل لوگ جب غایت درجہ کی کوفت خاطر اور گداز ش اور ہم وغم کے غلبہ کے وقت کسی قدر حظوظ نفسانیہ سے تمتع حاصل کرلیتے ہیں تو پھر جسم ناتواں ان کی روح کی رفاقت کے لئے از سر نو قوی وتوانا ہو جاتا ہے اور اس تھوڑی محجوبیت کی وجہ سے بڑے بڑے مراحل نورانی طے کر جاتا ہے۔"

(توضیح مرام صفحہ ۲۲ طبع دوم)

ایک پولیٹیکل قیدی مسٹر امرناتھ گورش کو کل علی پور سنٹرل جیل سے ایک ماہ کے لئے رہا کیا گیا ہے۔

(رحام)

دانت کھانیکے اور اور دکھانیکے اور

پانچ چھ سال سے ہمارے آریہ دوستوں اور کانگرس نے اچھوتوں کے سدھارنے پر کمر باندھی تھی۔ ہم سمجھے تھے کہ ہندوستان میں پھر زمانہ ست جگ کا دور شروع ہو گیا ہے کلجگ یا کر جگ ختم ہو چکا ہے۔ دلت ادھار کے نام سے آریہ ہندو صاحبان نے چندہ بھی کیا ان کے سدھارنے کے لئے بڑے بڑے پروگرام بھی بنائے۔ ہم سمجھے تھے کہ اب ہندے ذات پات اور چھوت اور اونچ نیچ کی لعنت مہاتما گاندھی کی کوشش سے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیگی۔ ہندو اور آریہ صاحبان نے ہند کے سات کروڑ مصیبت زدہ فرزندوں پر لکھشمی ماتا کے خزانے کھول دیئے ہیں۔ ان کے لئے روٹی بھی اور سکول کالج کھل گئے۔ اب وہ عیسائی اور مسلمان ہونے کا نام نہ لینگے پر بھیم پرکاش مطبوعہ ۱۲ اپریل کا مندرجہ ذیل نوٹ پڑھکر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی بھیم پرکاش لکھتا ہے:۔ اڈیٹر

دلت اُدھار کو دھکہ

آریہ پرتی ندھی سبھا سینکٹ پرانت کا دہرشک سادھارن ادھیویشن اب کے ڈیرہ دون میں ایڈر کی میٹنگوں میں ہوا جن لوگوں نے باہر سے آنے والے پرتی ندھیوں کو بھوجن کے لئے اپنے ہاں نمنترت کیا۔ ان میں سے ایک لالہ بہاری لعل جی بھی تھے۔ لالہ بہاری لعل (ریواس رحیار) سبھا کے پردھان ہیں۔ گو جاتی کے لحاظ سے وہ اچھوت ہیں لیکن یوگیتا گیان اور سوشل پوزیشن کے لحاظ سے وہ اعلیٰ درجہ والوں سے کسی بھی صورت میں کم نہیں۔ آپ نے ایک

دن کے لئے پرتی ندھیوں کو بھوجن کے لئے اپنے ہاں مدعو کیا تھا۔ لیکن حیرانی کی بات ہے کہ ڈیرہ دون آریہ سماج نے منظوری دعوت کو اس طرح مشروط کر دیا کہ بھوجن بنانے والے سب برہمن ہی ہونگے۔ لالہ بہاری لعل کو صرف بھوجن کا خرچ دینا چاہئے۔ کہا جاتا ہے۔ اس پر لالہ بہاری لعل نے صرف یہ چاہا کہ بھوجن پکوانے کا پربندھ آریہ سماج کرے۔ لیکن بھوجن پروسنے والے ہماری جاتی کے تین چار پڑھے لکھے شدھ اور صاف اشخاص ہونگے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ آریہ سماج ڈیرہ دون نے لالہ بہاری لعل کی یہ شرط بھی منظور نہ کی۔ اور نامنظور کرنے کی وجہ یہ دی کہ اس بات پر پرتی ندھی سبھا کے ممبران میں مت بھید ہو جائیگا۔ پرتی ندھی ممبران میں مت بھید ہوتا یا نہ۔ اس کا گیان تو اس وقت ہوتا جب ان کے کھانے کا موقع آتا۔ لیکن آریہ سماج ڈیرہ دون نے اپنے اس عمل سے ذات ادھار کو جو دھکا لگایا ہے اس کا اسے جلد پرائشچت کرنا چاہئے۔

سلیمانکی ہیڈورکس کی افتتاحی تقریب

نوے لاکھ ایکڑ زمین قابل کاشت بنائی جائیگی

ستلج ویلی پراجیکٹ کے متعلق چند اہم امور

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

سلیمانکی ورکس جسکی افتتاحی تقریب ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون صاحب کے ہاتھوں ادا کی جانی تھی۔ اس مہتم بالشان سکیم کی پہلی منزل ہے۔ جسکے ذریعہ ۱۳ ہزار مربع میل ۔ ۔ ۔ ۔ رقبہ زمین جو اب خشک بنجر کی صورت میں ہے زیر کاشت لایا جائیگا۔ اس تقریب پر علالت طبع کے باعث وائسرائے بہادر تشریف نہ لا سکے اور ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر پنجاب نے ایک مجمع عظیم کی موجودگی میں سلیمانکی ویئر کا افتتاح فرمایا۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ ساری سکیم پر ۱½ کروڑ پونڈ کے قریب خرچ آئیگا۔ اور اس کے مقابلہ میں ۳۸ فیصدی کے قریب سالانہ منافع حاصل ہوگا۔ اس تقریب پر مسٹر فاؤڈی چیف انجنیر نے ایک دلچسپ سبق آموز تقریر فرمائی۔ جو ستلج ویلی پراجیکٹ کی اغراض کی تشریح پر مشتمل تھی۔ دریائے ستلج کے دونوں جانب پنجاب اور ریاست بہاولپور میں یہ سیلابی نہروں کا ایک سلسلہ موجود ہے جو اپنا آبی ذخیرہ دریائے ستلج سے حاصل کرتی ہیں۔ بارش نہ ہو اور دریا کا پانی کم ہو جائے تو یہ نہریں بھی خشک رہتی ہیں۔ لیکن بافراط پانی کی صورت میں ان کا پانی بسا اوقات اپنی طغیانی میں فصلوں کو بھی بہا کر لے جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر ان سیلابی نہروں کو قابو میں لانے کا کوئی ذریعہ موجود نہ اس کے باوجود تقریباً ۱۵ لاکھ ایکڑ رقبہ سالانہ ان کے ذریعہ سیراب ہوتا ہے۔ ستلج ویلی پراجیکٹ کی تکمیل پر تین اہم مقاصد حاصل ہو جائینگے۔ اول ماہ اپریل سے لیکر اکتوبر تک سیلابی نہروں میں اسقدر پانی آسکیگا جتنی ضرورت ہوگی۔ گویا یہ نہریں ایک مستقل انتظام کے ماتحت آجائینگی۔ دوم موجودہ رقبہ آبپاشی میں مزید توسیع ہوگی۔ سوم پنجاب بیکانیر اور بہاولپور کے بعض قطعات دائمی نہروں کے ذریعہ سال بھر سیراب رہینگے۔ اس سکیم کے لئے چار ویئروں کی ضرورت ہوگی۔ ویئر سے فن انجنیری کا وہ شعبہ مراد ہے جس میں نہری تعمیرات کے ذریعہ پانی کی بہم رسانی کو ضبط و انتظام میں لایا جاتا ہے۔ سلیمانکی کے علاوہ یہ ویئر فیروزپور اور اسلام میں تعمیر کئے جائینگے۔ ویئر ہاں چوتھا ویئر پنجند یعنی ستلج و چناب کے مقام اتصال پر عمل کیا جائیگا۔

چند حیرت انگیز اعداد و شمار

پہلے ویئر سے نہر بیکانیر جاری ہوگی۔ اسی میل کی لمبائی تک اس کی تہ کو کنکریٹ سے پختہ کیا جائیگا۔ کل سکیم سے ۸۸۶۸۴۴۳ ایکڑ یعنی ۱۳۸۳۵ میل مربع رقبہ سیراب ہوگا۔ اس میں ۳۶½ لاکھ ایکڑ زمین دائمی نہروں اور تقریباً ۲۵½ لاکھ سیلابی نہروں سے آبپاشی کی جائیگی۔ ان نہروں کا اثر سب سے پہلے نیلی بار پر رونما ہوگا جو ستلج اور چناب کے مابین حد اتصال پر واقع ہے۔ سلیمانکی ویئر اس سلسلہ انہار کو ضبط میں رکھیگا جس سے ۲۸۹۰۳۶۳ ایکڑ زمین سیراب ہوگی۔ امید ہے کہ باقی نہریں ۲۸-۱۹۲۷ء کے اختتام تک پایہ تکمیل کو پہنچ جائینگی۔ سلیمانکی اور اسلام ہیڈورکس میں سے جو نہریں جاری کی جائینگی وہ ۱۹۲۹-۳۰ء تک عمل پذیر ہو سکینگی۔ محکمہ انہار کے ماہر افسر کا اندازہ ہے کہ نیلی بار اور دیگر اراضیات کی فروخت سے ستلج ویلی پراجیکٹ کا سرمایہ خرچ بیس سال کے اندر واپس ادا ہو جائیگا۔ نئی نہروں کے ذریعہ بہاولپور ریاست ہندوستان بھر کی متمول ترین ریاستوں میں شمار ہو سکیگی۔ اس طرح ریاست بیکانیر کے ذرائع بھی ستلج ویلی پراجیکٹ سے نہایت کثیر اضافہ ہوگا۔

ہز ایکسیلنسی گورنر بہادر پنجاب کی تقریر

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی جناب گورنر بہادر پنجاب نے جناب وائسرائے بہادر کی علالت طبع کے متعلق اظہار تاسف کرتے ہوئے مسٹر فاؤڈی کی خدمات کا اعتراف فرمایا اور کہا کہ ستلج ویلی پراجیکٹ کے اعداد و شمار کسی فصیح و بلیغ تقریر سے بھی زیادہ معنی خیز ہیں۔ پنجاب کا کل رقبہ ۶۵½ ملین ایکڑ کے قریب ہے۔ اس میں سے ۳۱¼ ملین ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے اس زیر کاشت رقبہ میں سے ۱۰¾ ملین ایکڑ نہری پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ پنجاب میں ایک سال کے اندر جس قدر زمین نہروں سے آبپاشی کی جاتی ہے اس کا رقبہ انگلستان کی قابل کاشت زمین کے برابر ہے۔ پنجاب میں بڑی نہروں اور ان کی اعداد و شمار خیال

سی مجموعی لمبائی تخمیناً ۱۹ ہزار میل سے کم نہیں۔ آبپاشی فصلوں کی پیداوار کی مالیت ۸۵ کروڑ روپیہ سالانہ کے قریب ہے۔ ہماری نہروں کا کل سرمایہ خرچ تخمیناً ۲۴ کروڑ ہے۔ اور سود اور مصارف رواں لگا کر بعد گورنمنٹ کو ۴ کروڑ روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔

ہز ایکسیلنسی وائسرائے بہادر کا پیغام

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی ممدوح نے حضور وائسرائے بہادر کا وہ پیغام پڑھ کر سنایا جس میں جناب ممدوح سیلیانکی میں تشریف نہ لاسکنے کے متعلق افسوس کیا۔ اور فرمایا کہ میں عارضی علالت کے باعث ہیڈورکس کی افتتاحی رسم ادا نہ کر سکا۔ میری خواہش تھی کہ میں اپنے عہد حکومت کے آغاز ہی میں اس دائمی سلسلہ انہار سے تعارف حاصل کروں۔ جس پر ہندوستان کی بہبودی کا بہت زیادہ انحصار ہے۔ پیغام مذکور کے اختتام پر جناب وائسرائے بہادر نے ان افسران محکمہ آبپاشی کی خدمات کا اعتراف فرمایا۔ جنہوں نے بہت سی مشکلات کے باوجود اس مہتم بالشان کام کو تکمیل تک پہنچایا۔ اور ہز ہائینس نواب بہاولپور کو اس امر پر مبارکباد دی کہ نواب ممدوح کی ریاست نے ستلج ویلی پراجیکٹ میں اشتراک عمل سے کام لیا۔ جس سے نواب ممدوح کی رعایا کی خوشحالی میں اضافہ ہوگا اور جو ہزارہا کاشتکاروں کی فارغ البالی و مسرت کا موجب ہوگا۔

فسادات کلکتہ کی ہولناک طوالت

نا معلوم کلکتہ میں ہندو مسلم فساد کی منحوس گھڑی شروع ہوا تھا کہ اب تک وہاں امن و امان کی صورت نہیں تھی۔ پولیس اور فوج کی سر توڑ کوششوں کے باوجود یہ خوفناک فساد غیر معمولی طور سے سنگین حد کی طوالت پکڑ گیا ہے۔ ۱۵ اپریل تک کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر کلکتہ سرحدی وحشت کا اکھاڑہ بنا ہوا ہے۔ اس میں نہ کسی ہندو کا مال و جان محفوظ ہے نہ کسی مسلمان کے جان و مال کی حفاظت ہے۔ ہندو مسلمانوں کو جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں اور مسلمان ہندوؤں کو جہاں پاتے ہیں مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پہلے فساد میں اور اس کے بعد کے فسادوں میں کوڑیوں ہندو و مسلمان مر چکے ہیں۔ سینکڑوں زخمی ہو کر ہسپتالوں میں پڑے ہیں۔ سینکڑوں گرفتار ہو کر عدالتوں میں پیشیاں بھگت رہے ہیں۔ کروڑوں روپیوں کا مال نقصان ہو چکا ہے۔ ہر دو اقوام کے لیڈر بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کے مدعی ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے پولیس اور فوج فساد کی آگ بجھانے کے درپے ہیں۔ تعجب اس بات میں ہے کہ فساد کی آگ نہیں بجھتی ایسے فیصلے بند نہیں ہوتے ہیں۔ کاشکہ فرزندان وطن باہم منافرت اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کا انجام جانتے۔

جنگ مراکو

فرانس و سپین اور اہل مراکو کی جنگ شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل ہو چکی ہے۔ گذشتہ ہفتہ کی خبروں سے معلوم ہوا تھا کہ طرفین صلح کی گفت و شنید کی طرف مائل ہیں۔ پر ہفتہ زیر نظر کی خبروں سے صلح کی امید باقی نہیں ہوئی۔ غازی عبد الکریم بھی عجب دم خم کی ہستی ثابت ہو رہا ہے۔ اس جنگ کا اختتام ہنوز ہمارے علم و آگاہی سے دور ہے۔

سوریہ میں دروز اور فرانس کی اب تک لگی ہوئی ہے۔ شامی مستورات اپنے مردوں کے ساتھ فرانسیسی فوج کا سخت مقابلہ کر رہی ہیں۔ تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ شامیوں نے دمشق میں فرانسیسی افواج کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔

ملک چین میں اب تک خانہ جنگی کا خاتمہ نہیں ہوا ہے۔ تو بھی گذرے دنوں کی نسبت اب کسی قدر سکون ہے۔

جنوبی افریقہ گورنمنٹ اعتدال پسند ہو گئی

جو ہندوستانی افریقہ میں آباد ہو گئے تھے ان کے متعلق افریقہ کی گورنمنٹ نے ایک عرصہ سے تشدد کی روش اختیار کی ہوئی تھی۔ جس کے روکنے کے لئے گورنمنٹ ہند کوشش کر رہی تھی۔ آخر کار گورنمنٹ ہند اپنے طرز عمل میں کامیاب ہوئی۔ اس کامیابی میں ریورینڈ اینڈ ریوز کی افریقی خدمات نہایت بڑا حصہ رکھتی ہیں۔ اس کامیابی کے لئے ہم گورنمنٹ ہند کو اور ریورینڈ اینڈ ریوز کو مبارکباد دیتے ہیں۔

کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ایک دیہاتی شفاخانہ کا افتتاح

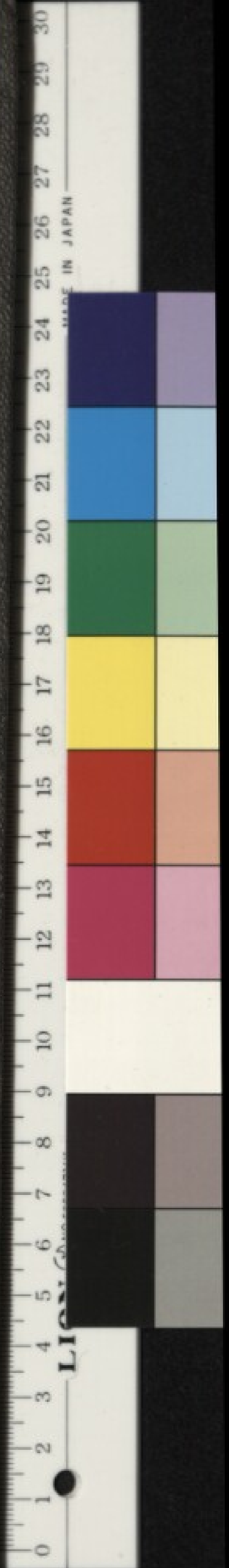
(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

یہ خبر عوام میں اطمینان سے سنی جائیگی کہ گورنمنٹ نے کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں ایک دیہاتی شفاخانہ قائم کیا ہے اس کی افتتاحی رسم مسٹر جے۔ اے فرگوسن او بی ای۔ آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر راولپنڈی نے ۲۳ مارچ کو ادا فرمائی۔ اس شفاخانہ کا کل خرچ گورنمنٹ برداشت کریگی۔

مدارس کی پور میں جمعہ کو بڑا خوفناک طوفان آیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلم کے قریب گھر بالکل اڑ گئے جن کا نشان تک باقی نہیں رہا۔ خوش قسمتی سے کوئی موت نہیں ہوئی۔ (عام)

اتوار کی شب کو لاہور میں جو نکلے پہلے سے ملا ان دائر ورکس کی غلطی نہ تھی۔ بلکہ معلوم ہوا ہے کہ لوہاری گیٹ میں ایک مکان میں آگ لگی تھی اور اندیشہ تھا کہ دوسرے مکانات تک پہنچ جائے (رد)

معلوم ہوا ہے کہ لاہور میں پلیگ سے کوئی کیس ہونے لگا ہے۔ (رد)



مطالعۂ بائبل

تمام دنیا میں بائبل ایک ایسی کتاب ہے جس میں خدا کی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ چونکہ بائبل کے لکھنے والے خدا کی طرف سے تعلیم دیئے جاتے تھے۔ اس لئے بائبل حکمت و معرفت کا ایک خزانہ ہے۔ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم کرنا چاہو وہ اس میں موجود ہے۔ الٰہی خوبیاں اور اس کی بے بیان صفات۔ اس کی بڑی قدرت اور عجیب حکمت اس میں عیاں ہے۔ اس میں خدا کا زمین کو آراستہ کرنا اور آسمانوں کو پھیلانا۔ انسان کی پیدائش۔ اُس کی خدا کے ساتھ یگانگت۔ الٰہی یگانگت میں انسانی خوشی۔ انسان کا خدا سے گمراہ ہونا اور اس کا نتیجہ بیان کیا گیا ہو پیغمبروں کا دنیا پر پیدا ہونا اور خدا کا اُن کی معرفت اپنے آپ کو دنیا پر ظاہر کرنا کبھی کے ساتھ خدا کا روبرو کلام کرنا اور کسی کے ساتھ اپنے فرشتے کو بھیج کر اس کی معرفت اپنے کلام کو ظاہر کرنا اور کسی کے ساتھ خواب و رویا میں اُن ساری باتوں کا ذکر کرنا جو انسان کی ساری بھلائی کے متعلق ہیں۔ یہ سب باتیں صرف بائبل سے ہی مل سکتی ہیں۔

بائبل کے معجزات توریت سے شروع کر کے انجیل تک ثابت کرتے ہیں کہ ان کے کرنے والے خدا کی طرف سے تھے۔ گو دنیا میں بعض ایسی باتیں ہیں جو بعض جادوگروں کے جادو کا یا بعض فریب دینے والوں کے فریب کا نتیجہ ہیں جنکو دنیا کے لوگ معجزہ مانتے ہیں۔ لیکن بائبل کے معجزے ایسے نہیں ہیں۔

بائبل کے نبیوں کی پیشینگوئیاں بادشاہوں۔ ملکوں اور قوموں کے حق میں پوری ہو کر اپنے بیان کرنے والوں کی صداقت پر مہر ہیں۔ بائبل کے نبیوں کی پیشینگوئیاں۔ ساری دنیا اور ہر زمانے کے لوگوں کے سامنے مسیح خداوند کو دنیا کا منجی بیان کر کے اُس کی تعلیم اور اس کی زندگی اور اُسکے کام کی صداقت پر مہر کا کام دیتی ہیں۔

بائبل ہی ایک ایسی کتاب ہے جس میں قوموں کے آغاز کا اور اُن کے بڑھنے کا اور اُن کے مختلف ملکوں کو آباد کرنے کا اور ان کے مختلف گروہوں میں تقسیم ہونے کا بالکل صاف و رنگین بیان ملتا ہے جس میں اس دنیا کے پیدا ہونے کا۔ اس کے مٹ جانیکا اور اس کے از سرِ نو قائم ہونے کا ایک ایسا عجیب بیان پایا جاتا ہے کہ جس سے پڑھنے والے اور سُننے والے کے دلوں پر خدا کی بڑی قدرت اور اُس کی عجیب حکمت کا اثر پڑتا ہے۔ اس سے لوگ خدا کی عزت و تعظیم کرنا اور اُس سے ڈرنا اور اس کی تابعداری کرنا سیکھتے ہیں اور اپنی بھلائی پر سوچتے ہیں۔ غرضیکہ انسان کی بھلائی کا پورا انتظام اور ان باتوں کا پورا پورا بیان جنہیں جاننا ضروری ہے اور خدا کی خدائی کا پورا بیان بائبل میں مندرج ہے۔

اے انسان کیا تجھے اپنی بھلائی مطلوب ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تو دنیا میں سرسبز و شاداب ہو۔ کیا تو چاہتا ہے کہ پھولے پھلے اور بڑھے کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے سارے دن چین سے کٹیں۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے علم و ہنر و دانائی کا ایک خزانہ ملجائے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے الٰہی عرفان حاصل ہو اور اُس کے نور سے منور ہو اور اسکی محبت کا حظ اٹھائے۔ اگر تجھے یہ ساری باتیں درکار ہیں تو بائبل کو اپنے ہاتھ میں لے اور پڑھ اور سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو۔ تو خدا سے بائبل سے زیادہ روشنی و ہدایت کا متمنی نہیں ہو سکتا خدا کی بائبل تیری تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اگر تو بائبل کو پڑھ کر اس کے فیوض سے محروم ہے تو تیری حاجت روائی کسی اور کتاب سے محال ہے۔

اننیر سنگھ مسیحی سادھو
چوہڑ کانہ منڈی۔

نور افشاں کے لئے مزید ارد لیجئے۔

اشتہار کتب

مشاہیر عالم۔ اس کتاب میں ولایتی ممالک کے ۳۲ مختلف مشاہیر کے سوانح حیات اور کارہائے نمایاں کا ذکر ہے۔ صرف چند مجلد کاپیاں باقی رہ گئی ہیں علم دوست اصحاب کی لائبریری کے لئے ضروری چیز ہے۔ جلد ۱۲-۳۲۔

مسیح کا نمونہ۔ ڈاکٹر سالر کی کتاب کا اردو ترجمہ۔ ایک سچے مسیحی کی زندگی کا مکمل راہنما ہے کیونکہ مسیح کے نمونہ سے بڑھ کر مکمل زندگی آجتک نہیں ہوئی صفحہ ۲۲۲۔ بڑا سائز اصل ۲ اور رعایت ۲

اکلیل الانجیل۔ قریباً ۴۰ عنوانوں کے ماتحت عہدنامہ کی متعلقہ آیات کو یکجا مرتب کر دیا گیا ہے صفحہ ۱-۲

مسیحی کا جسم۔ پادری واٹش صاحب کا ایک وعظ صفحہ ۳ پائی۔ رومن اردو ۲ پائی۔

میں کون ہوں۔ از پادری عماد الدین صاحب مسیح کے دعوئے حقیقت کی تشریح صفحہ ۱۲- ۹ پائی۔

مفتاحُ التورات۔ توریت کے کئی ایک تشریحی رسوم بھاری نمونوں اور ظاہری اشارات کے روحانی و حقیقی معنی۔ بنی اسرائیل کے سفر۔ عہد عتیق کے خیمہ اور خیمہ کے ظروف کا بیان۔ ۳۰ فصلوں میں کیا ہے۔ صفحہ ۱۰۸ سائز بڑا ۱۲

مذہب کی نسبت ایک بحث مسیحی مناد اور ایک معترض کے درمیان مذہب پر گفتگو۔ صفحہ ۳۱- ۱

معجزہ۔ معجزہ کی ضرورت۔ تعریف۔ معجزہ کی غلط تعریف اور معترضوں کی حجتوں کا جواب صفحہ ۳۰ ۳ پائی۔

مس واٹن صاحبہ کی سوانحعمری۔ باتصویر پنجاب کی مشہور مسیحی مشنری خاتون کے حالات صفحہ ۴۴- ۳

محمد صاحب از روئے اسلام۔ مصنفہ پادری ڈبلیو گولڈ سیک صاحب۔ آنحضرت کی زندگی جیسی کہ اسلام میں پائی جاتی ہے اس کی تصویر ہے نئی کتاب ہے۔ صفحہ ۱۹۲- ۸

میزان الحق مصنفہ فانڈر صاحب جسے پادری ٹزڈل صاحب کی تصحیح و اضافہ کے بعد اب دوسری بار طبع کیا گیا ہے صفحہ ۴۹۶ (عہ) ، سٹیف (عہ) کپڑا (عہ)

مسیحی عقیدہ اور زندگی یعنی اقراریوں کے لئے ہدایات کا رسالہ۔

تسکین غمگین ۔ مکمل ۔ یہ اُردو میں سب نئی غزلوں کی کتاب ہے صفحہ ۷۰ - ۴ر

مسیحی دین اور اخلاق ۔ از پادری ویس صاحب مسیحی تعلیم کی اخلاقی و روحانی حقیقت ۔ اس کی علت غائی الٰہی شخصیت ۔ عمل مسئلہ کفارہ ۔ راستبازی ۔ پاکیزگی ۔ دائرہ ایمان ۔ شخص خدا ۔ ضمیر ۔ مکاشفہ وغیرہ پر ۱۰ لکچر ۔ صفحہ ۲۱۲ بڑا سائز اصل ۸ رعایتی ۴ر

مصر کی کایا پلٹ ۔ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے سکولوں ۔ کالجوں اور علم دوست اصحاب کے کتب خانہ میں ضرور یہ کتاب ہونی چاہئے صفحہ ۲۲۲ - ۱۲ر ۔ پتہ :-

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی ۔ لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

کے جملہ اولڈ بوائز (پرانے طلبا) کے جو کہ تاہنوز سکول سے تعلق قائم نہیں کر سکے ۔ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ از راہ مہربانی اپنے پورے ایڈریس یا تو پرنسپل سکول کے پاس ارسال فرمائیں ۔ یا سی ۔ ایچ ۔ ایس ۔ اے ۔ ایچ چوہان فورمن کرسچن کالج لاہور کے پاس روانہ فرمائیں ۔

المشتہر پادری بی ۔ سی کارنیلیڈ پرنسپل بٹالہ سکول ۔

ضرورت ہے

ایک قابل تجربہ کار نارمل وانیٹرنیس مسیحی اُستاد کی ضرورت ہے ۔ تنخواہ حسب لیاقت دیجائیگی ۔

المشتہر

ہیڈ ماسٹر مشن سکول ۔ جلالپور جٹاں

مسیحیوں کے اپنے مکانات بنانیکی آسان ترکیب

احاطہ جات برائے مکانات پانچ پانچ ۔ دس دس مرلے سے لیکر پانچ پانچ دس دس کنال تک کے ان عیسائیوں کی آبادی کے لئے جنکے کہیں مکان نہیں ڈانیل آباد متصل ریلوے سٹیشن گجرات میں بکاؤ ہیں قیمت فی مرلہ پندرہ روپے اور فی کنال تین صد روپیہ پندرہ ۱ ہوار ی اقساط میں بحساب ایک روپیہ فی مرلہ فی ماہ وصول ہوگی ۔

راقم جے ۔ ڈانیل گجرات پنجاب

ضرورت ہے

ایک مسیحی پنجابی گاؤں کے پرائمری مدرسے کے لئے ایک مسیحی استاد کی ضرورت ہے یا ایسا مدرس ہو جسکی بیوی بھی اُستانی کا کام کر سکے تاکہ وہ دونوں لڑکوں اور لڑکیوں کے مدرسے میں کام کر سکیں ۔ درخواست میں لیاقت اور تنخواہ کا ذکر کیا جائے درخواستیں ڈبلیو ۔ ای کارٹر صاحب خانقاہ نگر خانیوال کے نام بھیجنی چاہئیں ۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر نیا ہو یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے ۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

(۲) ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں لثانی اور مجرب ہر خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت ایک روپیہ (عہ) فی شیشی ۔

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے ۔ ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے ۔ قیمت فی شیشی ۱ر محصولڈاک بذمہ خریدار ۔

المشتہر

ڈاکٹر ای ۔ این اوریڈ ایسہ خورجہ ضلع بلندشہر

ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ یونگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے ۔ جس نے ابتدائی تعلیم کرانی اور مکمل بنانے کی غرض سے صرف لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اسکی مدد کرتی ہیں ۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے ۔ تخمینہ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس بحساب سرکاری نرخ ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے ۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے ۔ بوجب سے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جو کیٹ ۱۱ عہ سے ۱۱ کے کمر روکرول عہ سے عہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب و شیاسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت کر سکتے ہیں ۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کو دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل بھر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے ۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس ۔ خوشنما کھیل کا میدان ۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر ۔ جماعتوں کے لئے موزون اور کافی کمرے ہیں ۔ اسکول کے ماسٹر صاحبان اعلیٰ اور تعلیم یافتہ ہیں چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے ۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

نور افشان کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے ۔

پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب ایم ۔ اے مینجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرو پرائٹر چھپا ۔